Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Individual Role of the Companions (Ṣaḥābah) in the Field of Daʿwah and its Contemporary Relevance: An Analytical Study

دعوتی میدان میں صحابہ کرامؓ کا انفرادی کردار اور اس کی عصری معنویت: تجزیاتی مطالعہ

Authors Details
1.Hafiz Muhammad Safdar (Corresponding Author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan. **hafizmuhammadsafdariub@gmail.com**
2.Dr. Sheraz Ahmad
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan.

Citation
Safdar, Hafiz Muhammad, and Dr. Sheraz Ahmad. "The Individual Role of the Companions (Ṣaḥābah) in the Field of Daʿwah and its Contemporary Relevance: An Analytical Study." *Al-Marjān Research Journal* 3, no. 2 (April–June 2025): 150–166.

Submission Timeline
Received: Feb 24, 2025
Revised: Mar 08, 2025
Accepted: Mar 27, 2025
Published Online: April 17, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Al-Marjān Research Journal

The Individual Role of the Companions (Ṣaḥābah) in the Field of Daʿwah and its Contemporary Relevance: An Analytical Study

دعوتی میدان میں صحابہ کرامؓ کا انفرادی کردار اور اس کی عصری معنویت: تجزیاتی مطالعہ

☆ حافظ محمد صفدر ☆ ڈاکٹر شیراز احمد

Abstract

This research paper explores the individual contributions of the Companions of the Prophet Muhammad (peace be upon him) in the propagation of Islam (Daʿwah) and the significance of their efforts in the context of the modern era. The study investigates how the Prophet ﷺ selected and trained various Companions for specific regions, taking into account the cultural, social, linguistic, and political variations among the Arab tribes. These Companions not only conveyed the message of Islam through speech but also exemplified it through their character, conduct, and wisdom. From Musʿab ibn ʿUmayr in Yathrib (Madinah) to Ṭufayl ibn ʿAmr in the tribe of Daws, each individual played a transformative role in spreading Islamic values .The research uses both primary sources (Qur'an, Hadith, Sīrah literature) and secondary sources (academic journals, books, research papers) to examine how the Companions' models of Daʿwah can serve as a timeless guide for contemporary Islamic outreach efforts. Their sincerity, deep understanding of local cultures, and strategic communication offer an effective paradigm for modern duʿāt facing challenges in a globalized and pluralistic world .The study concludes that the revival of such personalized and character-based Daʿwah, modeled on the Ṣaḥābah, can enhance the effectiveness and authenticity of Islamic preaching today. It emphasizes that true Daʿwah is not merely in words, but in the embodiment of Islamic values.

Keywords: Ṣaḥābah, Daʿwah, Individual Role, Contemporary Relevance, Islamic Outreach

تعارف موضوع

اسلام کی دعوت ایک ہمہ جہت اور ہمہ زمانی فریضہ ہے جو ہر دور میں انسانیت کی اصلاح اور رہنمائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے محدود وقت میں اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی بنیاد رکھی، اور اس مقصد کے لیے صحابہ کرامؓ کو دعوت کے مختلف میدانوں میں انفرادی طور پر ذمہ داریاں سونپیں۔ عرب کے مختلف قبائل، جن کے رسم ورواج، زبانیں اور معاشرتی حالات مختلف تھے، ان میں دعوتِ اسلام کی حکمت عملی بھی مختلف انداز میں اپنائی گئی۔ اس مطالعہ میں انفرادی طور پر صحابہ کرامؓ کے دعوتی کردار کا تجزیہ کیا گیا ہے، کہ کس طرح انہوں نے نہ

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، بہاولپور، پاکستان۔

☆ لیکچرار، شعبہ علوم اسلامی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، رحیم یار خان کیمپس، پاکستان۔

صرف قول سے بلکہ اپنے عمل، کردار، حلم اور بصیرت سے اسلام کا پیغام مختلف قوموں تک پہنچایا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور دیگر صحابہ کی مثالیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ انفرادی دعوتی کردار کس قدر مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ یہ تحقیق اس امر کو بھی واضح کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کا دعوتی اسلوب عصر حاضر میں بھی ایک مثالی ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے استفادہ کرتے ہوئے آج کے مبلغین جدید معاشرتی چیلنجز کا سامنا کرسکتے ہیں۔

دعوت کا معنی و مفہوم

لفظ دعوت عربی زبان کے مادہ (د-ع-و) سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی بلانے، پکارنے یا کسی کو متوجہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں دعوت وہ پیغام ہے جو اللہ اپنے رسولوں کے توسط سے انسان کو دیا ہے کہ وہ دین حق کو پہچانیں اور اسے سچا مانیں۔"له دعوة الحق "اللہ کے دین کو قبول کرنے کی طرف بلانا اور آمادہ کرنا۔

جیسے کہ قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ"[1]

(آپ کہہ دیجئے: یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، بصیرت (یعنی علم و شعور) کے ساتھ، میں بھی اور وہ بھی جنہوں نے میری پیروی کی، اور اللہ پاک ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔)

دعوت کا مقصد صرف کسی نظریے یا فرقے کی طرف بلانا نہیں، بلکہ خالصتاً **اللہ کی طرف بلانا** ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے کا مطلب دین اسلام کی طرف بلانا ہے۔

"ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِۦ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ"[2]

(اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو، اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کے راستے سے بھٹک گیا، اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔)

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو (اور ان کے ذریعے تمام مبلغین وداعیان کو) حکم دے رہے ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے، یعنی **اسلام** کی طرف بلائیں:

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ"[3]

(اور اس شخص سے بڑھ کر کس کی بات بہتر ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے، نیک عمل کرے، اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔)

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کی فضیلت بیان کرتی ہے جو قول و عمل دونوں سے دینِ اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔

دعوت سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف حکمت اور سمجھداری کے ساتھ بلایا جائے، چاہے یہ دعوت زبان سے دی جائے، عمل سے، یا کسی اور مؤثر طریقے سے۔ صرف باتوں سے دعوت مکمل نہیں ہوتی، بلکہ مسلمانوں کے اعمال، رویے اور آپس کے تعلقات بھی دعوت کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ جب مسلمان باہمی اتحاد، اچھے اخلاق اور انصاف پر مبنی معاملات اختیار کرتے ہیں تو یہ چیزیں دوسروں کے دلوں کو متاثر کرتی ہیں اور وہ دین کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اگر ہم صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی قوموں نے اسلام کو

---

1 Yūsuf, 12:108.

2 al-Naḥl, 16:125.

3 Fuṣṣilat, 41:33.

صرف ان کی عبادات یا گفتگو کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کے عملی طرزِ زندگی، سچائی، دیانت، حسنِ سلوک اور عدل واحسان کی بنیاد پر قبول کیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دعوت صرف زبان سے نہیں، بلکہ پورے کردار سے دی جاتی ہے۔

مکی دور میں بعض قبائل کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کیلئے صحابہ کرامؓ کو روانہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری دعوتی زندگی کا یہ اصول رہا ہے کہ جو شخص بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا، آپ اسے اس کے قبیلے، خاندان اور افرادِ خانہ کے لئے مبلغ مقرر فرمادیتے تھے۔ خصوصاً مکی دور میں اسلام کی جس قدر اشاعت ہوئی اس میں انفرادی دعوت کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔

آنے والی سطور میں ان چند قبائلی رؤسا اور مبلغین کا ذکر کیا جارہا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے قبائل میں دعوت کا فریضہ انجام دیا۔

قریش مکہ کو دعوت

عمیر بن وہب کا تعلق قبیلہ بنو جمح سے تھا، جو قریش کے ممتاز خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ عمیر ابتدائی طور پر مکہ کے ایک عظیم سردار اور مشرک تھے، اور اسلام کے آغاز میں وہ مسلمانوں کے سخت مخالف تھے۔ یہ قریش کے جوان مردوں اور شریر لوگوں میں تھے بدر کے دن مسلمانوں کی تعداد دریافت کرنے کے لئے لشکر کے گرد ہی گھومتے تھے۔ ان کا بیٹا وہب بن عمیر غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو چھڑوانے کے بہانے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس سازش کا سوائے صفوان بن امیہ کے کسی کو علم نہ تھا، جو خود اس منصوبے میں شریک تھے۔ لیکن مدینہ پہنچ کر جب وہ اس ارادے سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی صفوان بن امیہ کے ساتھ تیار کردہ سازش سے آگاہ کر دیا اب عمیر پر حقیقت حال واضح ہو چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ سے عرض کی:

"فَائِذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْحَقْ بِقُرَيْشٍ فَادْعُهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى الْإِسْلَامِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَهُمْ"۔[4]

(اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیں کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اللہ کی طرف اور اسلام کی دعوت دوں، امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت دے دے۔)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور یہ مکہ چلے گئے سب مشرکوں نے کہا کہ تم بے دین ہو گئے اور صفوان نے قسم کھالی کہ اب میں عمیر کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاؤں گا اور نہ اس سے کوئی کلام کروں گا۔ ابن الاثیر کا بیان ہے کہ حضرت عمیر مکہ میں مسلسل اسلام کی صدا بلند کرتے رہے۔ چنانچہ صفوان بن امیہ سمیت متعدد لوگوں نے آپ کی ترغیب سے ہی اسلام قبول کیا۔

اہل انصار (قبیلہ اوس اور خزرج) کو اسلام کی دعوت

حضرت مصعب بن عمیر ابتدائی اسلام کے ایک عظیم مبلغ اور داعی تھے۔ 11 نبوی میں بیعت عقبہ اولی کے بعد اہل مدینہ نے ایک تربیت یافتہ معلم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے عرض کی:

"اِبْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا يُفَقِّهُنَا فِي الدِّينِ وَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ"[5]

(یارسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور قرآن پڑھائے۔)

---

4 Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī Abū al-Ḥasan, *al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1328 AH), 4:150.

5 Ḥamīdullāh, Muḥammad, *Majmūʿat al-Wathāʾiq al-Siyāsiyyah li-ʿAhd al-Nabawī wa al-Khilāfah al-Rāshidah* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1941), 10.

سرزمین مدینہ کو دارالہجرت کا شرف حاصل ہونے والا تھا اور یہ ایسی سرزمین تھی جسے جلد ہی مرکز اسلام بنتا تھا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ مدینہ کی سرزمین میں دعوت کا کام منظم انداز میں کیا جائے تاکہ ہجرت عامہ سے سرزمین مدینہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کیلئے ایک محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ جب انصار مدینہ نے ایک معلم ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ کی نگاہ انتخاب حضرت مصعب بن عمیر پر پڑی جو ہجرت حبشہ کے کٹھن مراحل سے گزر کر کندن بن چکے تھے چنانچہ ابن اسحاق کی روایت ہے:

"فَلَمَّا انْصَرَفَ عَنْهُ الْقَوْمُ، بَعَثَ رَسُولُ اللهِ مَعَهُمْ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُقْرِئَهُمُ الْقُرْآنَ، وَيُعَلِّمَهُمُ الإِسْلَامَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ[6]"

(پھر جب وہ لوگ (یعنی وفد یا قافلہ) نبی کریم ﷺ سے رخصت ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا، اور انہیں حکم دیا کہ انہیں قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں، اور دین میں سمجھ بوجھ عطا کریں (یعنی دینی فہم و بصیرت سکھائیں۔)

حضرت مصعب بن عمیر کو رسول اللہ ﷺ نے 11 نبوی میں بیعت عقبہ اولی کے بعد اہل مدینہ کے ہمراہ دعوت و تبلیغ کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت مصعب بن عمیر مدینہ میں کم و بیش ایک سال تک مقیم رہے اور اگلے سال 12 نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر بہتر انصار صحابہ کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ آئے۔ اس دوران آپ نے مدینہ میں دعوت و تبلیغ کا کام اتنے احسن انداز میں کیا کہ اوس و خزرج کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور ہر طرف اسلام اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہونے لگا مختصر وقت میں دعوت کے میدان میں اتنی بڑی اور اہم کامیابی کی بڑی وجہ وہ اسلوب دعوت ہے جس کی بناء پر آپ نے اہل مدینہ کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

قبیلہ اشعر کو اسلام کی دعوت

حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن کے قبیلہ اشعر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں یا حبشہ کی ہجرت کے دوران اسلام قبول کیا۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے اپنے قبیلے بنی اشعر کو اسلام کی دعوت دی۔ ان کی دعوت کے نتیجے میں قبیلے کے بہت سے افراد اسلام لے آئے اور پھر یہ قبیلہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔

ابن عبد البر لکھتے ہیں:

"أَسْلَمَ أَبُو مُوسَى قَدِيمًا بِمَكَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَأَسْلَمُوا وَحَسُنَ إِسْلَامُهُمْ، ثُمَّ هَاجَرُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[7]

(ابو موسیٰ اشعری نے مکہ میں ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا، پھر یمن میں اپنے قبیلے کے پاس واپس گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا اسلام بہت عمدہ رہا، پھر وہ سب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہو گئے۔)

قبیلے کی ایک بڑی تعداد نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی دعوت پر لبیک کہا قبیلے کے سرداروں اور بزرگوں نے اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے نوجوان طبقہ بھی آسانی سے مسلمان ہو گیا۔ اشعری قبیلہ بعد ازاں مدینہ منورہ ہجرت کر کے اسلامی ریاست میں شامل ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے

---

6 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1418 AH), 2:47–48.

7 Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh, *al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb* (Beirut: Dār al-Jīl, 1412 AH), 4:1585.

اشعری قبیلے کی مدینہ آمد پر ان کا پرجوش استقبال کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو نبی ﷺ نے معاذ بن جبل کے ساتھ یمن میں حاکم اور داعی بنا کر بھیجا۔ یمن میں آپ کی دعوتی سرگرمیوں سے ہزاروں افراد مسلمان ہوئے۔

قبیلہ دوس کو اسلام کی دعوت

حضرت طفیل بن عمرو دَوسی قبیلہ دوس کے سردار تھے، فصاحت وبلاغت میں مشہور اور نہایت معزز شخصیت تھے جب مکہ مکرمہ آئے تو قریش نے انہیں نبی اکرم ﷺ سے دور رکھنے کی کوشش کی اور کہا کہ محمد ﷺ جادوگر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو حق کے لیے کھول دیا، اور نبی ﷺ سے ملاقات کے بعد قرآن سن کر فوراً اسلام قبول کر لیا۔ پھر واپس اپنے قبیلے میں جا کر ان کو اسلام کی دعوت دی۔ ابتدائی دعوت پر ان کی قوم نے سستی دکھائی، تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور قبیلے کے لیے دعا کروائی۔

"جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ:" اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ"[8]

(طفیل بن عمرو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس تو تباہ ہوا۔ اس نے نافرمانی اور انکار کیا (اسلام قبول نہیں کیا) آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔)

حضرت طفیل نے قبیلہ دوس کے لوگوں کو نرمی اور اخلاص سے اسلام کی دعوت دی۔ پہلے مرحلے پر قبیلے نے انکار کیا، مگر حضرت طفیل کی دعا اور محنت کے نتیجے میں بعد میں یہ قبیلہ ایمان لے آیا۔ قبیلہ دوس کے افراد مدینہ آکر نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد اور دیگر اسلامی خدمات میں شریک ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہ جیسے عظیم صحابی بھی قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت طفیل کی دعوت کے نتیجہ میں ایمان لائے۔

بنو کلاب کو دعوت اسلام

حضرت ضحاکؓ ایک معزز عرب قبیلے "بنو کلاب" سے تعلق رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت مختلف قبائل تک پہنچائی، تو قبیلہ بنو کلاب کو بھی پیغام بھیجا گیا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ضحاکؓ نے نبی کریم ﷺ کی صداقت، عدل اور دینِ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضرت ضحاکؓ کے اسلام لانے کی ایک مشہور روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو نجد کی طرف روانہ کیا، تو اُنہوں نے وہاں مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت دی۔ اُس دوران حضرت ضحاکؓ اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی۔ حضرت ضحاک رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تلوار لے کر کھڑے ہوا کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے چلے تو حضرت ضحاک کو بنو سلیم کا سردار بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر حاکم مقرر کیا تھا۔ حضرت ضحاک بن سفیان نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔

ابن سعد، "الطبقات الکبری" میں لکھتے ہیں:

"الضَّحَّاكُ بْنَ سُفْيَانَ سَارَ فِينَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَبِسُنَّتِكَ الَّتِي أَمَرْتَهُ ، وَإِنَّهُ دَعَانَا إِلَى اللَّهِ فَاسْتَجَبْنَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ، وَإِنَّهُ أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَرَدَّهَا عَلَى فُقَرَائِنَا"[9]

8 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1423 AH), Kitāb al-Maghāzī, Bāb Hijrat al-Ṭufayl ibn ʿAmr wa Aṣḥābih, ḥadīth no. 4392.

9 Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd, *al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār Ṣādir, 1996), 1:307.

(ضحاک بن سفیان ہمارے درمیان اللہ کی کتاب اور آپ ﷺ کی سنت کے ساتھ آئے، جیسا کہ آپ نے انہیں حکم دیا تھا۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا، تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور انہوں نے ہمارے مالداروں سے صدقہ لیا اور اسے ہمارے غریبوں پر واپس لوٹا دیا۔)

ہجرت کے نویں سال بنو کلاب کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ضحاک بن سفیان نے ان کے درمیان کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی، جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ آپ کی کوششوں سے بنو کلاب کا پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔

قبیلہ غفار کو دعوت:

حضرت ابوذر غفاری فطرتاً نیک سیرت انسان تھے آپ قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی شرک اور بت پرستی کے شدید مخالف تھے۔ آپ کے دل میں یہ سوال ہمیشہ رہتا کہ یہ بت پرستی کیوں؟ اور حقیقی معبود کون ہے؟ جب انھیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر ملی کہ وہ مکہ میں ایک خدا کی دعوت دے رہے ہیں، تو وہ فوراً مکہ روانہ ہوئے۔ مکہ پہنچ کر انہوں نے حضرت علی سے ملاقات کی اور ان کی رہنمائی میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ؟ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ"[10]

(کیا تم میری طرف سے اپنی قوم کو اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہو؟ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو نفع دے اور تمہیں اجر و ثواب عطا فرمائے۔)

حضرت ابوذر غفاریؓ جب واپس اپنے قبیلے پہنچے، تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے بھائی انیس کو دینِ حق کی دعوت دی، جو ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ اس کے بعد اپنی والدہ کو اسلام کی طرف مائل کیا، اور وہ بھی خوش دلی سے مسلمان ہو گئیں۔ پھر آپؓ نے اپنے پورے قبیلے کو اسلام کی دعوت دی۔ نتیجتاً، قبیلے کا نصف حصہ اسی وقت ایمان لے آیا، جبکہ باقی افراد نے بعد ازاں، ہجرت کے موقع پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابوذرؓ کی پر خلوص دعوت اور حکمت بھری باتوں نے نہ صرف اپنے قبیلے کو متاثر کیا، بلکہ قریبی قبائل بھی ان کی دعوت سے متاثر ہوئے۔ قبیلہ غفار کے ساتھ قریبی قبیلہ بنو اسلم آباد تھا۔ جب ان لوگوں نے اسلام کی روشنی اپنے پڑوس میں دیکھی، تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ! ہم بھی اسی دین کو قبول کرتے ہیں جس پر ہمارے بھائی ایمان لائے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: "غِفَارٌ، غَفَرَ اللهُ لَهَا، وَأَسْلَمَ، سَالَمَهَا اللهُ" اللہ تعالی غفار کی مغفرت کرے اور اسلم کو سلامت رکھے۔

قبیلہ باہلہ کو دعوت اسلام

ابو امامہ باہلی کا پورا نام صدی بن عجلان بن وہب الباہلی تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو بہلہ سے تھا جو عرب کی مشہور قبیلے قیس کی ایک شاخ تھی۔ جب ابو امامہ باہلی نے اسلام قبول کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ جب ان کی قوم نے ابو امامہ کو دیکھا تو خوش ہو کر ان کا استقبال کیا اور کہا: "صدی بن عجلان (ابو امامہ کا اصل نام) کو خوش آمدید ہو!" انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ تم دین چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو گئے ہو۔ ابو امامہ نے جواب دیا: "نہیں، بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو گیا ہوں اور مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں اسلام اور اس کے احکام سے آگاہ کروں۔"

[10] al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj Abū al-Ḥusayn, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyadh: Dār al-Salām li al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1998), Kitāb Faḍāʾil al-Ṣaḥābah, Bāb Min Faḍāʾil Abī Dharr, ḥadīth no. 6359.

"فَتَابَعَ أَبُو مَامَةَ دَعْوَتَهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، فَأَبَوْا وَقَابَلُوا ذَلِكَ بِالْإِمْرَةِ وَالْقَسْوَةِ، وَفَاعَلَ أَبُو مَامَةَ الصَّبْرَ وَالْمُثَابَرَةَ، حَتَّى أَسْلَمَتْ قُبَيْلَتُهُمْ بِالنِّهَايَةِ"۔[11]

(چنانچہ ابو امامہ نے ان کو اسلام کی دعوت دینا جاری رکھا، لیکن انہوں نے انکار کیا اور اس دعوت کا مقابلہ سختی اور قساوت کے ساتھ کیا۔ ابو امامہ نے صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ بالآخر ان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا۔)

حضرت ابو امامہ نے اس کے بعد دعوت دین کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا جہاں دو چار لوگوں کو دیکھتے ان تک اسلام کا پیغام ضرور پہنچاتے۔ ابو امامہ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے میں سخت مشکلات کا سامنا کیا۔ باوجود اس کے کہ قوم نے ان کی دعوت کو رد کیا اور سختی دکھائی، ابو امامہ نے صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔

قبیلہ جُہَنہ کو اسلام کی دعوت

حضرت عمرو بن مرہ جہنیؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی، تو فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے قرآن مجید کی تعلیم حضرت معاذ بن جبلؓ سے حاصل کی۔ پھر ایک دن حضرت عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی قوم میں بھیج دیں، شاید اللہ تعالیٰ ان پر میرے ذریعے فضل فرمائے، جیسا کہ آپ ﷺ کے ذریعے مجھ پر فضل فرمایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی قوم میں دعوت اسلام دینے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت عمروؓ نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانے کے لیے ان الفاظ میں دعوت دی:

"يَا مَعْشَرَ جُهَيْنَةَ إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ أَدْعُوكُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَمُرُكُمْ بِحَقِّ الدِّمَاءِ وَصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَعِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ وَرَفْضِ الْأَصْنَامِ وَبِحَجِّ الْبَيْتِ وَصِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرٍ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، فَمَنِ اجَابَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ عَصَى فَلَهُ النَّارُ"۔[12]

(اے قبیلہ جہینہ! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اور میں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم خون کی حفاظت کرو، صلہ رحمی کرو، ایک اللہ کی عبادت کرو، بتوں کو چھوڑ دو، بیت اللہ کا حج کرو اور بارہ مہینوں میں سے رمضان کے روزے رکھو۔ جو مان لے گا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔)

حضرت عمروؓ بن مرہ جہنی کی مسلسل دعوت اور کوشش سے ان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اپنی قوم کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا، اور ان کو درازی عمر کی دعا دی۔

قبیلہ جزامہ کو اسلام کی دعوت

خیبر سے قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہؓ بن زید جزامی اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کا سردار مقرر کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کالا غلام مدعم نامی تحفہ میں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تحریر ان کی قوم کے لیے لکھ دی اور ان کو اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر روانہ فرمایا۔ جس کا مضمون یہ ہے:

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ إِنِّي بَعَثْتُهُ إِلَى قَوْمِهِ عَامَّةً وَمَنْ دَخَلَ فِيهِمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَنْ قَبِلَ فَفِي حِزْبِ اللَّهِ وَمَنْ أَدْبَرَ فَلَهُ أَمَانُ شَهْرَيْنِ"۔[13]

---

[11] al-Ḥākim al-Naysābūrī, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh Abū ʿAbd Allāh, *al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2001), 3:641; Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, *al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah*, 2:182.

[12] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, *al-Bidāyah wa al-Nihāyah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1997), 5:12.

(بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو رفاعہ بن زید کو دی جاتی ہے میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف اور نیز ان لوگوں کی طرف جو ان کی قوم میں شامل ہو گئے ہیں بھیجا ہے تاکہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائیں جو شخص ان کی بات مان لے وہ اللہ کے گروہ سے ہے اور جو نہ مانے اس کو دو مہینے کی مہلت ہے۔)

پھر جب رفاعہ بن زید اپنی قوم میں پہنچے تو قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے قبیلہ جزامہ کے علاوہ دیگر قبائل کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دعوتِ اسلام میں گزارا آپ کا یہ کردار اسلام کی ترویج میں بہت اہمیت کا حامل تھا۔[13]

قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام

ماہ رمضان 9 ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم میں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ میں ان کو اسلام کی طرف بلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ ثقیف تمہیں قتل کر ڈالیں۔ عروہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں ان کے نزدیک باکرہ عورتوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی بڑی محبت اور عزم کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان اسلام کی دعوت دینے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے گھر کے بالا خانے سے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا اور اپنے دین کو ان کے سامنے پیش کیا۔ لیکن جب انہوں نے ایسا کیا تو قوم نے ان پر شدید مخالفت کی اور ان پر تیروں کی بارش کر دی، جس کے نتیجے میں وہ شہید ہو گئے۔ تاہم، حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کی یہ عظیم قربانی رائیگاں نہ گئی۔ کچھ ہی وقت بعد، قوم کے لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور اس پر چھ افراد کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ یہ لوگ مدینہ میں مقیم ہو گئے اور اسلام کی تعلیمات سے فیضیاب ہونے لگے۔ جب ثقیف کے لوگ واپس اپنے علاقے کو جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی اور حضرت عثمان بن ابی العاص کو ان کا امیر مقرر کیا۔ آپ اپنی قوم میں سب سے زیادہ نوجوان تھے اور اس زمانے میں یہ مسائل سیکھنے میں بہت حریص تھے۔

ابن ہشام نے ان کے تقرر کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ ان لوگوں میں انہیں اسلام کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا اور حضرت ابو بکر صدیق نے بھی یہ کہتے ہوئے ان کے تقرر کی سفارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس لڑکے کو مسائل دینی سیکھنے میں سب سے زیادہ حریص پاتا ہوں:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ هَذَا الْغُلَامَ مِنْهُمْ أَحْرَصَهُمْ عَلَى التَّفَقُّهِ فِي الْإِسْلَامِ وَتَعَلُّمِ الْقُرْآنِ"۔[14]

(میں اس لڑکے کو ان لوگوں میں، مسائل دینی اور قرآن سیکھنے کا سب سے زیادہ حریص پاتا ہوں۔)

عثمان بن ابی عاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ثقیف کی طرف بھیجتے وقت آخری وصیت یہ کی تھی کہ عثمان نماز ہلکی پڑھا کرنا (طویل نہ کرنا) اور لوگوں (کی حالت) کا اندازہ جو ان میں ضعیف ہوں ان کی حالت سے کرنا۔ حضرت عثمان بن ابی عاص رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ابو بکر کی خلافت میں طائف کے عامل رہے اور حضرت عمر کی خلافت میں بھی دو برس تک طائف کے عامل رہے پھر ان کو حضرت عمر نے ۱۵ ہجری میں عمان کا عامل بنا دیا تھا۔

---

[13] Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 4:252; Ibn al-Athīr, ʿIzz al-Dīn ibn al-Athīr al-Jazarī, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1995), 2:181.

[14] Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 4:94; al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd, *Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk* (Beirut: Dār al-Turāth, 1968), 3:141.

وفد بنو تمیم کو دعوت اسلام

بنو تمیم کا وفد 9 ہجری میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ مدینہ آیا۔ اس وفد میں قبیلے کے تقریباً تمام اہم رہنما شامل تھے، جیسے اقرع بن حابس، عمرو بن اہتم، نعیم بن یزید، قیس بن حارث، عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر اور عیینہ بن حصن وغیرہ۔ یہ وفد اپنے ساتھ خطیب اور شاعر بھی لے کر آئے تھے ابن عبد البر نے اس وفد کی تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں۔

"كَانَ فِي قَبْلِ تَمِيمٍ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا ثُمَّ أَسْلَمُوا الْقَوْمُ وَبَقَوْا بِالْمَدِينَةِ مَدَّةً يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ وَالدِّينَ"[15]

(قبیلہ بنو تمیم کے ستر یا اسی افراد وفد کی صورت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور مدینہ میں ایک مدت تک دین اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔)

اس وفد کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

"إِنَّ الَّذِينَ يُنَا دُونَكَ مِنْ وَرَاءِ عقب الحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ"[16]

(بے شک وہ جو آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔)

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! ہم آپ کے پاس مفاخرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اس لیے ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دو۔ چنانچہ بنو تمیم کی طرف سے عطارد بن حاجب نے تقریر کی اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ثابتؓ بن قیس نے اس کا جواب دیا۔ اسی طرح زبرقان بن بدر نے فخریہ اشعار پڑھے تو ابن اسحاق کے بقول آپ ﷺ نے حسانؓ بن ثابت کو بلایا تو انہوں نے ان کا جواب دیا۔ دوطرفہ مفاخرہ کے بعد اقرع بن حابس یہ کہتا ہوا کھڑا ہوا، باپ کی قسم! یہ آدمی (نبی کریم ﷺ) وہ ہیں جن کو توفیق الٰہی حاصل ہے، ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے، ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے اور ان کے الفاظ ہمارے الفاظ سے شیریں ہیں۔ اس کے بعد بنو تمیم کے وفد کے تمام افراد اسلام لے آئے، آپ ﷺ انہیں بہترین انعامات سے نوازا۔

بنو سعد بن بکر کو دعوت اسلام

بنی سعد بن بکر کے قبیلے نے ضمام بن ثعلبہ کو نبی ﷺ کی بارگاہ میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تاکہ وہ اسلام کے بارے میں تحقیق کر کے واپس آئیں۔ ضمام ایک بہادر اور جرات مند شخص تھے، چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچے انہوں نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر باندھ دیا اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ضمام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ایکم ابن عبد المطلب؟: تم میں عبد المطلب کا بیٹا کون ہے؟ نبی ﷺ نے جواب دیا: "انا ابن عبد المطلب "میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ اس کے بعد ضمام بن ثعلبہ نے اسلام کے بارے میں کئی سوالات کیے، جن کا تفصیل سے ذکر ابن ہشام اور دوسرے مورخین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ نبی ﷺ کے جوابات سے مکمل طور پر مطمئن ہو کر ضمام نے اسلام کو قبول کیا اور کہا!

"فَأَنَاأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ ﷺ وَسَأُؤَدِّي هَذِهِ الْفَرَائِضَ وَأَجْتَنِبُ مَا نَهَيْتَنِي عَنْهُ، ثُمَّ لَا أَزِيدُ وَلَا أَنْقُصُ"[17]

---

15 Ibn ʿAbd al-Barr, ʿAbd al-Barr ibn ʿAbd Allāh, *al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb* (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1992), 3:1164.

16 al-Ḥujurāt, 49:4.

17 Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 4:229.

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور میں یہ فرائض ادا کروں گا اور ان چیزوں سے اجتناب کروں گا جن سے آپ ﷺ نے مجھے منع کیا ہے، پھر نہ میں اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔)

پھر اپنے اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ جب اپنی قوم میں پہنچے تو پوری قوم ان کے پاس جمع ہو گئی ضمام بن ثعلبہ نے اپنی قوم سے جو بات کہی وہ یہ تھی:

"بِئْسَتِ اللَّاتُ وَالْعُزَّى قَالُوا: مَهْ يَا ضِمَامُ اتَّقِ الْبَرَصَ، اتَّقِ الْجُذَامَ، اتَّقِ الْجُنُونَ، قَالَ: وَيْلَكُمْ إِنَّهُمَا وَاللهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ، إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ رَسُولًا وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا اسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِمَّا كُنتُمْ فِيهِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَقَدْ جِئْتُكُم مِّنْ عِندِهِ بِمَا أَمَرَكُم بِهِ وَمَا نَهَاكُم عَنْهُ"[18]

(لات اور عزٰی کتنے برے ہیں!" قوم نے کہا: "اے ضمام! رک جاؤ، برص سے بچو، جذام سے بچو، اور جنون سے بچو!" ضمام نے جواب دیا: "تمہارا برا ہو! اللہ کی قسم! یہ دونوں (لات اور عزٰی) نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں۔ بے شک اللہ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے جس کے ذریعے سے اس نے تمہیں اس گمراہی سے نکالا ہے جس میں تم پڑے ہوئے تھے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں تمہارے پاس ان کی طرف سے وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جس سے اللہ نے تمہیں منع کیا ہے۔)

راوی کا بیان ہے کہ جب ضمام بن ثعلبہ نے اپنے قبیلے بنی سعد بن بکر کو اسلام کی دعوت دی، تو اس کے اثرات بہت جلد ظاہر ہوئے۔ شام ہونے سے پہلے ہی قبیلے کے ہر مرد اور عورت نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ ایک بہت بڑی تبدیلی تھی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضمام کی دعوت اور نبی ﷺ کے پیغام نے قبیلے کے لوگوں پر گہرا اثر ڈالا اور وہ جلد ہی اسلام کی سچائی کو سمجھ گئے اور اسے قبول کر لیا۔

قبیلہ تمیم کو دعوت اسلام

جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی خبر حضرت اکثم بن صیفی تک پہنچی، تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں، مگر ان کی قوم نے انہیں آنے سے روک دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ کوئی ایسا شخص بھیجا جائے جو ان کی طرف سے مجھے اطلاع دے سکے اور میری خبر انہیں پہنچا سکے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کی حقیقت جاننے کے لیے دو آدمیوں کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ اسلام کے بارے میں تحقیق کریں۔ جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ ﷺ سے ملاقات کی، تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو یہ آیت سنائی۔

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ "[19]

(بیشک اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل اور احسان (نیک کام) کرو اور رشتہ داروں کو دو اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے منع فرماتا ہے وہ تم کو نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔)

---

[18] Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 3:43; al-Ḥākim al-Naysābūrī, *al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn*, 3:54; Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 4:229.

[19] al-Naḥl, 16:90.

اس آیت کے ذریعے نبی ﷺ نے اپنی نبوت کی صداقت اور اللہ کے پیغام کی حقیقت کو واضح کیا۔ ان لوگوں نے جا کر ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تمام قوم کی طرف خطاب کر کے کہا:

"يَا قَوْمُ أَرَاهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَيَنْهَى عَنْ مَلَاعِمِهَا فَكُونُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ رُؤُوسًا وَلَا تَكُونُوا أَذْنَابًا وَكُونُوا فِيهِ أُوَلَى وَلَا تَكُونُوا فِيهِ آخِرَى"[20]

(اے میری قوم! مجھے لگتا ہے کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) بہترین اخلاقی اقدار کا حکم دیتے ہیں اور برے اخلاق سے منع کرتے ہیں، لہٰذا تم لوگ اس کام میں سربراہ بنو، پیچھے رہنے والوں میں سے نہ بنو، اس میں سب سے پہلے آگے بڑھو، نہ کہ آخر میں۔)

اس کے بعد حضرت اکثم بن صیفی نے اپنی زندگی کے باقی حصے کو اسلام کی خدمت اور نیک عملوں میں گزارا۔ وہ تادم مرگ اس کوشش میں مصروف رہے۔ انتقال کے وقت آپ نے اپنے اہل عیال کو اہم نصیحتیں دیں، جن میں تقویٰ کی پیروی اور صلہ رحمی پر زور دیا۔

قبیلہ صداء کو اسلام کی دعوت

حضرت زیادہ بن حارث صدائی، صداء یمن کا ایک قبیلہ ہے یہ زیاد مصر میں فروکش تھے۔ بنی حارث بن کعب بن مذحج کے حلیف تھے حضرت زیاد بن حارث فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، تو مجھے خبر ملی کہ آپ ﷺ نے میری قوم کی طرف ایک لشکر بھیجا ہے۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ، آپ کا لشکر واپس بلا لیں، کیونکہ میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ میری قوم اسلام قبول کر لے گی اور آپ ﷺ کی اطاعت بھی کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور لشکر کو واپس بلاؤ۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، میری سواری تھکی ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیج کر لشکر کو واپس بلا لیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو خط لکھا، اور وہ مسلمان ہو گئے۔ بعد میں ان کا ایک وفد یہ خوشخبری لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"يَا أَخَا صَدَاءٍ! إِنَّكَ لَمُطَاعٌ فِي قَوْمِكَ فَقُلْتُ: "بَلْ اللَّهُ هَدَا هُمْ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ: أَفَلَا أُمِّرُكَ عَلَيْهِمْ؟ قُلْتُ: إِبْلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ" قَالَ: فَكَتَبَ لِي كِتَابًا أَمَّرَنِي"[21]

(اے صدائی بھائی واقعی آپ کی قوم آپ کی بات مانتی ہے۔ میں نے کہا اس میں میرا کمال نہیں بلکہ اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان کا امیر نہ بنا دوں؟ میں نے کہا بنا دیں یا رسول اللہ ﷺ چنانچہ آپ ﷺ نے میری امارت کے بارے مجھے ایک خط لکھ کر دیا۔)

جب حضرت زیاد بن حارث صدائی اپنے قبیلے کو اسلام کی دعوت دی، تو ان کی صدقِ نیت، فصاحت بیان اور مؤثر شخصیت نے قبیلے پر گہرا اثر ڈالا، جس کے نتیجے میں قبیلہ صداء نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کر لیا۔ قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے زکات ادا کرنا شروع کی اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہو گئے۔ حضرت زیاد بن حارث نے قبیلے کی طرف سے جمع کی گئی زکات اور ہدیے لے کر مدینہ واپس آ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے، جو ان کی دعوتی کامیابی اور قبیلے کی دینی وابستگی کا عملی ثبوت تھا۔

قبیلہ مراد کو دعوت اسلام

فروہؓ بن مسیک دس ہجری میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ فروہ کا تعلق قبیلہ مراد سے تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر اجازت ہو تو میں اپنی قوم کے اہلِ اسلام کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے کافروں

---

20 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 1:112.

21 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 1:557; Ibn Kathīr, *al-Bidāyah wa al-Nihāyah*, 5:83.

سے قتال کرنے جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب فروہؓ اپنے مشن پر روانہ ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور فرمایا:

"اِدْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتَّى أُحْدِثَ إِلَيْكَ "[22]

(تم اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینا، جو شخص اسلام لے آئے اس کا اسلام قبول کر لینا اور جو انکار کرے اس کے بارے میں توقف کرنا یہاں تک کہ میں تم کو کوئی حکم بھیجوں۔)

جب فروہ بن مسیک نے قبیلہ مراد کو اسلام کی دعوت دی تو ان کی دعوت پر قبیلہ مراد کے کچھ افراد مسلمان ہو گئے، مگر پوری قوم نے یکسر اسلام قبول نہیں کیا۔ بعض لوگوں نے مخالفت کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر فروہ بن مسیک نے واپس مدینہ آکر نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ ان مخالفین کے خلاف جنگ کرے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور دوبارہ دعوت و حکمت سے کام لینے کا حکم۔

قبیلہ قضاعہ کی شاخ خشین کو دعوت اسلام

حضرت ابو ثعلبہ جرثوم بن ناشب خشنی کا تعلق قبیلہ قضاعہ کی شاخ خشین سے تھا۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر کی تیاری فرما رہے تھے، اس وقت آپ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک رہے اور آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر انھیں مال غنیمت میں شریک فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو ثعلبہ کو ان کی اپنی قوم "خشین" کے پاس مبلغ اسلام بنا کر بھیجا، جس کے نتیجہ میں پوری قوم شرف اسلام سے بہرہ ور ہو گئی۔ ابن عبد البر کا بیان ہے:

"وَارْسَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ لَهُ إِلَى قَوْمِهِ فَأَسْلَمُوا"[23]

(اور رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اپنی قوم کی طرف بھیجا، تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔)

حضرت ابو ثعلبہ نے قبیلہ خشین میں اسلام کی دعوت دی۔ ان کی دعوت، پاکیزہ کردار اور اثر انگیز گفتگو کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ پورا قبیلہ اسلام قبول کر کے ہدایت کی راہ پر گامزن ہوا۔ ان کی پر خلوص محنت اور نرم رویہ اس قدر مؤثر ثابت ہوا کہ دعوت کا ماحول سازگار ہو گیا، اور قبیلہ خشین نہ صرف اسلام پر ثابت قدم رہا بلکہ بعد کے ادوار میں اسلامی فتوحات میں بھی شریک ہوا۔

بنی سلیم کو دعوت اسلام

جب غزوہ خندق کا واقعہ پیش آیا اور مشرکین اپنے شہروں میں لوٹ کر گئے تو قیس بن نشبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے آسمانوں، فرشتوں اور زمین کے بارے میں کئی سوالات کیے۔ آپ ﷺ کے جوابات سے مکمل طور پر مطمئن ہو کر اسلام کو قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا:

"يَا بَنِي سَلْمٍ، أَسْمَعْتُ تَرْجَمَةَ الرُّومِ وَفَارِسَ وَأَشْعَارَ الْعَرَبِ وَالْكُهَّانِ وَمَقَاوَلَ حِمْيَرٍ وَمَا كَلَامُ مُحَمَّدٍ يَشْبَهُ شَيْئًا مِنْ كَلَامِهِمْ فَأَطِيعُونِي فِي مُحَمَّدٍ ﷺ فَإِنَّكُمْ أَخْوَالُهُ"[24]

(اے بنو سلیم! میں نے روم و فارس کے تراجم اور عرب کہان اور حمیر کے بہادروں کے اشعار سنے ہیں لیکن محمد ﷺ کا کلام ان سب سے الگ ہے، پس محمد ﷺ کے معاملے میں میری اطاعت کرو، کیونکہ تم ان کے ماموں ہو۔)

---

22 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 4:181.

23 Ibn ʿAbd al-Barr, *al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb*, 4:1618.

24 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 4:228.

ابن اثیر کی روایت کے مطابق حضرت قیس بن غزیہ نے بھی اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا تھا۔ حضرت قیس بن غزیہ کی دعوت نے بنی سلیم میں ایک بڑی تبدیلی کی، حضرت مسعودؓ بن وائل مشرف بہ اسلام ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی:

"يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! إِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَبْعَثَ إِلَى قَوْمِي رَجُلًا يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ"[25]

(یارسول اللہ ﷺ! آپؐ میری قوم کی طرف کسی آدمی کو روانہ کریں جو ان میں اسلام کی تبلیغ کرے۔)

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک فرمان لکھ کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ خود اپنے قبیلے میں دعوت کا کام کریں۔

قبیلہ حارثہ بن عمرو کو دعوت اسلام

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عوسجہ کو اپنا خط دے کر بنی حارثہ بن عمرو بن قریط کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ انہوں نے ان سے خط کو لے لیا اور اسے دھو کر اپنے ڈول میں پیوند لگا لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا جواب بھیجنے سے بھی انکار کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"أَذْهَبَ اللهُ عُقُولَهُمْ، فَهُمْ أَهْلُ سَفَهٍ وَكَلَامٍ مُخْتَلِطٍ"[26]

(اللہ تعالی نے ان کی عقل سلب کرلی ہے چنانچہ اس قبیلہ کے لوگ اب تک بیوقوف اور مخبوط الحواس ہوتے ہیں۔)

اس طرح یہ لوگ اسلام کی روشنی سے محروم رہے۔ بنی حارثہ بن عمرو بن قریط اسلام کی روشنی سے محروم رہے۔ انہوں نے دعوتِ اسلام کو رد کیا، جس کے باعث ان کی نسلیں بھی گمراہی اور جہالت میں مبتلا رہیں۔

اہل فدک کو دعوت اسلام

جب حضرت مالک بن احمر کو تبوک میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو انہوں نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور درخواست کی کہ انہیں تبلیغ دین کے بارے میں اجازت نامہ عطا فرمایا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھ دی:

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ،هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِمَالِكِ بْنِ أَحْمَرَ وَلِمَنْ اتَّبَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، أَمَانًا لَهُمْ، مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوُا الزَّكَاةَ وَ اتَّبَعُوا الْمُسْلِمِينَ، وَجَانَبُوا الْمُشْرِكِينَ، وَأَدَّوْا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ الْغَارِمِينَ وَسَهْمَ كَذَا وَكَذَا، فَهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَانِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ"[27]

(بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ ایک خط ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مالک بن احمر اور ان تمام مسلمانوں کے لیے جو ان کی پیروی کریں گے، ان کے لیے امان ہے، جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں، زکوٰۃ دیتے رہیں، مسلمانوں کی پیروی کرتے رہیں، مشرکوں سے الگ رہیں، اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) ادا کرتے رہیں اور قرضداروں کا حصہ ادا کریں، تو وہ اللہ عزوجل کی امان اور محمد رسول اللہ ﷺ کی امان میں محفوظ رہیں گے۔)

---

25 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 4:360.

26 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 6:341.

27 Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 8:77.

اس تحریر میں آپ ﷺ نے اسلامی معاشرتی اصولوں کی وضاحت کی، جن میں نماز، زکوۃ، خمس، قرض کی ادائیگی، اور کفار سے تعلقات کی وضاحت شامل تھی۔ یہ تحریر نہ صرف حضرت مالک بن احمر کی دعوتِ اسلام کی توثیق تھی، بلکہ آپ ﷺ کی طرف سے ایک تحریری امان نامہ بھی تھا، جو آپ کی قوم کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ بنا۔

قبیلہ ہمدان کو دعوت اسلام

عامر بن شہر کا تعلق قبیلہ ہمدان سے تھا، جو یمن کا ایک اہم اور معروف قبیلہ تھا۔ عامر بن شہر ایک زمانہ تک بادشاہوں کی صحبت میں رہ چکے تھے جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر قبیلہ ہمدان تک پہنچی، تو قبیلے کے افراد نے عامر بن شہر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسلام کے بارے میں تحقیق کریں اور جو بھی فیصلہ کریں، قبیلے کے افراد اُس پر عمل کریں۔ عامر بن شہر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً اسلام قبول کر لیا۔ پھر انہیں یہ محسوس ہوا کہ میں اپنی قوم کے پاس واپس جاوں، مگر اس سے پہلے میں نجاشی، شاہِ حبشہ کے پاس جانا چاہتا تھا کیونکہ وہ نبی ﷺ کے دوست تھے۔ چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں گیا۔ وہاں بیٹھا تھا کہ اچانک نجاشی کا ایک چھوٹا لڑکا آیا جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی۔ نجاشی نے لڑکے سے کہا کہ وہ تختی کو پڑھ کر سنائے، اور لڑکے نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب میں نے یہ سنا تو ہنسی آ گئی۔ نجاشی نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیوں ہنسے؟ تو میں نے جواب دیا، واللہ، عیسیٰ بن مریم پر بھی ایسا ہی نازل ہوا تھا، کہ لعنت ان لوگوں پر آتی ہے جنہیں طاقت دی جائے، اور وہ نادان ہو جاتے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اس لڑکے نے بہت اچھا پڑھا۔ پھر وہاں سے لوٹ آیا، کچھ باتیں نبی ﷺ سے سنی اور کچھ نجاشی سے۔ ان سب باتوں کو میں نے اپنی قوم کے سامنے بیان کیا۔

ابن اثیر "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں لکھتے ہیں:

"وَأَسْلَمَ قَوْمِيَ وَنَزَلُوا إِلَى السَّهْلِ"[28]

(اور میرے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا اور وہ پہاڑوں سے اتر کر میدان (یا ہموار زمین) میں آ گئے۔)

عامر بن شہر کی پر اثر دعوت کے نتیجے میں قبیلہ ہمدان نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کیا، جو اسلامی تاریخ میں ایک مثالی اور پر امن دعوتی کامیابی شمار ہوتی ہے۔ اس واقعے نے نہ صرف یمن میں اسلام کے فروغ کی راہ ہموار کی بلکہ دعوتِ اسلامی کے لیے مقامی قیادت، حکمت اور خلوص کے مؤثر کردار کو بھی نمایاں کیا۔

محیصہ بن مسعود کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

آپ حویصہ بن مسعود کے بھائی تھے، اپنے بھائی سے عمر میں چھوٹے اور بھائی سے پہلے ایمان لائے تھے۔ کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اور حویصہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت محیصہ بن مسعود غزوہ احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شامل رہے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے ابن سینہ یہودی کے قتل کا حکم دیا تو جناب محیصہ نے اس بد گو یہودی پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ حالانکہ ان کا آپس میں میل ملاپ تھا اور باہمی قول قرار تھا۔ حویصہ ابھی تک مشرف بالاسلام نہیں ہوئے تھے۔ حویصہ کو بھائی کے اس فعل کا حد درجہ رنج ہوا اور بھائی کو پیٹا اور کہا اے دشمن خدا! تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے جناب محیصہ نے جواب دیا مجھے اس کے قتل کا حکم اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے آپ کے قتل کا حکم دیتی تو میں تیری گردن بھی اڑا دیتا۔ حویصہ نے سن کر کہا کہ کیا مذہب سے تیری گردیدگی کا یہ عالم ہے۔ اس پر جناب حویصہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت محیصہ ابن مسعود کو رسول اللہ ﷺ نے اہل فدک کے پاس ارشاد و ہدایت کے لئے روانہ فرمایا۔

ابن اثیر "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں لکھتے ہیں؛

"بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ فَدَكَ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ"[29]

---

[28] Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 2:58.

[29] Ibn al-Athīr, *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*, 2:494.

(رسول اللہ ﷺ نے انہیں فدک کے لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔)

محیصہ بن مسعود جو ان کے بڑے بھائی تھے وہ ان ہی کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔

بنو حارث بن کعب کو دعوت اسلام

ربیع الاول کی دسویں تاریخ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بنو حارث بن کعب کے پاس دعوت اور تبلیغ کے لیے روانہ کیا۔ حضرت خالد کی کوششوں کے نتیجے میں بنو حارث نے اسلام قبول کیا۔ جب اس کامیابی کی خبر حضرت خالد نے ایک خط کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کو پہنچائی، تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو جواب میں ہدایت دی کہ وہ بنو حارث کا وفد لے کر مدینہ واپس آئیں۔

چنانچہ حضرت خالد بنو حارث کے وفد کے ہمراہ مدینہ پہنچے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کا خیر مقدم کیا اور جب یہ وفد نبوت سے فیض یاب ہو کر واپس جانے لگا، تو نبی اکرم ﷺ نے بنو حارث پر قیس بن حصن کو امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کو بنو حارث کی طرف روانہ کیا، تاکہ وہ ان سے صدقات وصول کریں اور ساتھ ہی ان کو دین کی تعلیمات بھی دیں۔ اس طرح، حضرت عمرو کی ذمہ داری تھی کہ وہ دونوں امور یعنی صدقات کی وصولی اور دین کی تبلیغ دونوں کو بخوبی انجام دیں۔ ابن ھشام لکھتے ہیں:

"وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ بَعَثَ إِلَيْهِمْ بَعْدَ أَنْ وَلَّى فَوْدَهُمْ عَمْرُو بن حَزْمٍ لِيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ وَيُعَلِّمَهُمْ السُّنَّةَ وَمَعَارِفَ الإِسْلَامِ" [30]

(رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ بن حزم کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تاکہ وہاں جا کر ان میں دین کا فہم پیدا کریں اور انہیں سنتِ رسول ﷺ اور اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔)

دین کی صحیح تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا اور ان کے فہم کو بہتر بنانا انتہائی ضروری ہے۔ خصوصاً جب کوئی قوم یا گروہ اسلام کی طرف راغب ہو، تو اس کے بعد ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری مسلم رہنماؤں پر ہوتی ہے تاکہ وہ دین کی بنیادیات اور اس کی حقیقت سے واقف ہو سکیں۔ آج کے دور میں جہاں دنیا بھر میں مختلف فرقے اور نظریات ہیں، ہمیں حضرت عمرو بن حزم کی طرح نہ صرف اپنے دین کی درست تفہیم حاصل کرنی چاہیے بلکہ دوسروں کو بھی اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح، انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین کی مکمل سمجھ بوجھ اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، تاکہ ہم اپنے معاشرتی مسائل کا حل بھی اسلام کی روشنی میں تلاش کر سکیں۔

خلاصۂ بحث

دعوتِ دین کے فروغ میں صحابہ کرامؓ کا انفرادی کردار تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔ انہوں نے اپنے عمل، اخلاص اور حکمت سے نہ صرف جزیرۂ عرب بلکہ دنیا کے مختلف خطوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ان کی دعوتی حکمت عملی میں سادگی، فہم مخاطب، اخلاق حسنہ اور استقامت نمایاں عناصر تھے۔ یہ تحقیق اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کی انفرادی کاوشیں عصر حاضر میں بھی مبلغین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ موجودہ دور میں جہاں مختلف تہذیبی، فکری اور معاشرتی چیلنجز درپیش ہیں، وہاں ان کے طرزِ دعوت کو اپنا کر نہ صرف دعوتی کام کو مؤثر بنایا جا سکتا ہے بلکہ امت مسلمہ کے اندر ایک مثبت تبدیلی کی راہ بھی ہموار کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کے انفرادی دعوتی کردار کا گہرا مطالعہ کریں اور اسے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اپنائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[30] Ibn Hishām, *al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 4:250; al-Ṭabarī, *Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk*, 3:157.

Bibliography / کتابیات

* Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī Abū al-Ḥasan. *Al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1328 AH.
* Ḥamīdullāh, Muḥammad. *Majmūʿat al-Wathāʾiq al-Siyāsiyyah li-ʿAhd al-Nabawī wa al-Khilāfah al-Rāshidah*. Cairo: Dār al-Maʿārif, 1941.
* Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām. *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1418 AH.
* Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb*. Beirut: Dār al-Jīl, 1412 AH.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1423 AH.
* Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār Ṣādir, 1996.
* Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj Abū al-Ḥusayn. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Riyadh: Dār al-Salām li al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1998.
* Al-Ḥākim al-Naysābūrī, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh Abū ʿAbd Allāh. *Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2001.
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Al-Bidāyah wa al-Nihāyah*. Beirut: Dār al-Fikr, 1997.
* Ibn al-Athīr, ʿIzz al-Dīn ibn al-Athīr al-Jazarī. *Usd al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1995.
* Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd. *Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk*. Beirut: Dār al-Turāth, 1968.
* Ibn ʿAbd al-Barr, ʿAbd al-Barr ibn ʿAbd Allāh. *Al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb*. Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1992.